دادی لیلاوتی (افسانوی شخصیت)

سندھ دھرتی کی خواتین صدیوں سے صنفی مظالم کا شکار تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ مردوں کے طاقتور معاشرے میں ان کی تعلیم کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ سندھ کی خواتین کو علم کے زیور سے آراستہ اور سماجی شعور بیدار کرنے میں ایک اقلیتی خاتون لیلاوتی ہرچندانی کا بہت بڑا کردار ہے اور سندھ کے باشندے انہیں ''دادی لیلاوتی'' کے نام سے جانتےہیں ۔ دادی لیلاوتی 20 دسمبر 1916ءمیں حیدرآباد کے علاقے ہیرآباد میں ایک صاحب ثروت ہندو گھرانے میں دیوان ہوت چند تیرتھ داس وادھوانی کے ہاں جنم لیا۔ رواج کے مطابق بھجن گائیکی کی تعلیم چار سال کی عمر سے ہی استاد جوشی سے حاصل کرنا شروع کی اور سات سال کی عمر میں انہوں نے ہارمونیم بجانا سیکھ لیا۔ کندن مل گرلز ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سندھ میں اُس زمانے میں چند گنے چنے تعلیمی ادارے ہوا کرتے تھے مگر اُن میں بھی عورتوں کا تعلیم کی طرف رجحان کم تھا۔ اس زمانے میں لڑکیوں کے لیے سرکاری ہائی اسکول کی سہولت صرف میرپورخاص، حیدرآباد اور کراچی میں رہنے والی خواتین کو حاصل تھی۔ 1939 میں لیلاوتی نے گورنمنٹ کالج کالی موری حیدرآباد سے گریجویشن اور سندھ یونیورسٹی سے سندھی لٹریچر میں ماسٹرز مکمل کیا۔ تقسیمِ ہند سے قبل مسلمان گھرانوں میں تعلیم، بالخصوص لڑکیوں کی تعلیم کا اتنا رواج نہیں تھا۔ اس زمانے میں ہندو عامل تعلیمی میدان میں آگے تھے اور انہیں اس بات کا اندازہ تھا کہ تعلیم کا حصول ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے آنے والے دور میں ان کے لیے ترقی کی راہیں کھلیں گی۔

دادی لیلاوتی کو گائیکی کا شوق تو بچپن سے ہی تھا۔ پاکستان کے قیام سے قبل گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار وومین حیدرآباد میں موسیقی کا ایک پروگرام منعقد ہوا۔ اس میں اُس دور کیصوبائی وزیرِ تعلیم جی ایم سید، سندھ اسمبلی کے سابق اسپیکر میراں محمد شاہ اور علامہ ڈاکٹر عمر بن محمد داو؟ دپوتا بھی شریک تھے۔ دادی لیلاوتی نے اس پروگرام میں موسیقی کے جوہر دکھائے۔ پروگرام کے اختتام پر جی ایم سید نے اُن کے فن سے متاثر ہو کر میوزک ٹیچر کے طور پر بھرتی کرنے کی پیشکش کی، اور انہیں 1942 میں 35 روپے ماہانہ پر موسیقی کا استاد مقرر کردیا گیا۔ دادی لیلاوتی نے 20 سال کی عمر میں سندھ میں منعقدہ ''آل انڈیا میوزک کمپیٹیشن'' ایوارڈ جیتا، جس میں اس دور کے نامور آرٹسٹوں نے حصہ لیا تھا۔

1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو دادی لیلاوتی کے دو بھائیوں سمیت تمام عزیز ہجرت کر کے بھارت چلے گئے۔ دادی لیلاوتی اور ان کے روحانی گرو سادھوٹی ایل واسوانی نے دھرتی کی محبت میں اس ملک سے جدائی گوارہ نہیں کی۔ پاکستان بننے کے بعد بعض عناصر کی طرف سے گرو واسوانی اور لیلاوتی پضر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا۔ ان سے اس حد تک تعصب اور نفرت کا اظہار کیا گیا کہ دلبرداشتہ ہوکر [illegible] گرو ہندوستان ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے

دادی لیلاوتی نے تمام تر مشکل صورت حال کے باوجود پاکستان نہیں چھوڑا، اور مرتے دم تک ہیرآباد حیدرآباد میں اپنے آبائی گھر میں مقیم رہیں۔ انہوں نے 1952 میں کراچی کے این جے وی ہائی اسکول سے بیچلر آف ٹیچنگ (بی ٹی) کی ڈگری حاصل کی۔ حصول علم کے دوان وہ ریڈیو پاکستان حیدرآباد میں گلوکاری بھی کرتی رہیں۔ 1954 میں سول سرجن ڈاکٹر تلسی داس ہرچندانی سے شادی ہوئی جن سے ان کے یہاں بیٹے پردیپ کمار نے جنم لیا۔ شوہر کی حوصلہ افزائی کے باعث انہوں نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور ایم اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔

دادی لیلاوتی کی ملازمت کی ابتدا تو بطور میوزک ٹیچر ہوئی تھی، مگر قدرت کو دادی لیلاوتی کے ذریعے سندھ کی مفلوک الحال مسلمان خواتین کی زندگی کو علم کی شمع سے روشن کرنا تھا۔ کچھ عرصے بعد وہ تدریسی عمل سیمنسلک ہوگئیں اور ترقی کر کیمیر پور خاص کے گرلز ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹریس بن گئیں۔ اس اسکول میں مسلمان لڑکیوں کی نسبت ہندو طالبات کی تعداد زیادہ تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ سندھ کے وڈیرہ شاہی کے قوانین میں مسلمانوں بچیوں کے لیے تعلیم کا حصول حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر دادی لیلاوتی نے تہیہ کیا کہ وہ سندھ کی تمام بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں گی۔

خواتین میں تعلیمی شعور اجاگر کرنے کے لیے وہ سندھ دھرتی کے ہر گاو?ں میں گئیں۔ سندھ کے دوروں میں انہوں نے وڈیروں اور پسماندہ علاقوں کیر ہائشیوں کو قائل کیا کہ وہ بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے اسکول بھیجیں۔ اسی تگ دو کے دوران ایک گاؤں میں وہ خواتین کے ساتھ محو گفتگو تھیں اور انہیں قائل کرنے کی کوششیں کر رہی تھیں کہ وہ اپنی بچیوں کو اسکول بھیجیں۔ اسی دوران وہاں سے پرواز کرتا ہوا ہوائی جہاز گزرا جس کی آواز سن کر ایک خاتون خوف زدہ ہوگئی اور کہنے لگی، ”یہ جن بھوت کی آواز ہے“۔ لیلاوتی نے مذکورہ خاتون کو بڑی مشکل سے سمجھایا کہ یہ جن بھوت نہیں بلکہ آسمان پر اڑنے والے ہوائی جہاز کی آواز تھی۔ اس واقعے سے متاثر ہو کر انہوں نے سندھی زبان میں ایک نظم لکھی، اس نظم کا ایک شعر اردو میں کچھ یوں ہے کہ، ”سندھ کی بیٹیوں تم اتنی ان پڑھ اور بے خبر کیوں ہو، تعلیم حاصل کر کے جہالت کا جن کیوں نہیں بھگا دیتیں“

ایسا ہی ایک واقعہ ٹنڈو آدم میں پیش آیا۔ لیلاوتی ٹنڈو آدم ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کا انتظار کر رہی تھیں کہ ایک دیہاتی عورت ان کے پاس آئی اور انہیں ٹکٹ دکھاتے ہوئے کہا کہ اس پر کتنی رقم لکھی ہوئی ہے؟ لیلاوتی نے جب اسے ٹکٹ پر لکھی ہوئی رقم کے بارے میں بتایا تو اس نے کہا کہ بکنگ کلرک نے تو اس سے زیادہ پیسے لیے ہیں۔ یہ سن کر وہ اس عورت کے ساتھ بکنگ کاونٹر پر گئیں اور مذکورہ کلرک کو پولیس کی دھمکی دے کر اضافی پیسے واپس کروائے۔ اس کے بعد انہوں نے اس عورت سے کہا کہ اگر تم لکھ پڑھ لیتیں تو تمہارے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ انہوں نے اس خاتون کو مشورہ دیا کہ تم تو تعلیم حاصل نہیں کرسکیں، اپنی بچیوں کو اسکول بھیجو تا کہ ان کے ساتھ ایسا نہ ہو۔ لیلاوتی اس عورت کے گاو?ں گئیں اور اس کی بچیوں کو اسکول تک لانے میں

کامیاب ہوگئیں۔ لیلاوتی کی کاوشیں رنگ لائیں اور خواتین نے اپنی بچیوں کو اسکول بھیجنا شروع کر دیا۔ لیلاوتی کا تبادلہ میرپور خاص کے اسکول سے حیدرآباد کے میران ہائی اسکول میں کر دیا گیا۔ اُن کے لیے اِس بات کی اہمیت نہیں تھی کہ وہ کس شہر کے کس اسکول میں اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ وہ ایک مشنری جذبے کے تحت سندھ کی خواتین کو جہالت کی پستی سے نکالنےکے لیےتن تنہا محوسفرتھیں۔ مگر یہ سفر آسان نہیں تھا، اس زمانے میں سندھ کیمضافاتی علاقوں میں سفر کی جدید سہولتیں دستیاب نہیں تھیں۔ لیلاوتی بیل گاڑیوں اور اونٹوں پر سوار ہوکر صحرائے تھر اور دیگر علاقوں کے دور دراز گاو?ں جاتیں اور وہاں کیباسیوں میں علمی شعور جگانے کی کوشش کرتیں۔ یہ سلسلہ اُن کی زندگی میں کبھی بھی اختتام کو نہیں پہنچا۔ انہوں نے ایک جانب تو لڑکیوں کو اسکولوں تک پہنچانے کا کام سرانجام دیا تو دوسری جانب اُن علاقوں میں اسکول قائم کروائے جہاں پر اسکول قائم کرنے کا تصور بھی محال تھا۔ اِس حوالے سے انہیں کئی مرتبہ دشواریاں بھی پیش آئیں مگر اُن کا ایک ہی مقصد تھا کہ سندھ کی عورت جہالت سے دور ہوکر خود کو اِس قابل بنائے کہ اُسے کوئی جاہل ہونے کا طعنہ نہ دے سکے۔ دادی لیلاوتی سندھ میں انسپکٹر آف گرلز اسکول کے عہدے پر تعینات رہیں اور انہوں نے بچیوں کے لیے کئی اسکول قائم کیے۔ اسی زمانے میں علاقے کا ایک بااثر شخص، مسلح افراد کے ہمراہ دادی لیلاوتی کے دفتر پر حملہ کرنے آیا۔ اس نیان کے آفس میں گھس کر دادی کو ڈرایا کہ وہ ان کے علاقے میں اسکول تعمیر کرنے کا ارادہ ترک کردیں ورنہ نتیجے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوگی۔ دادی نے اس کی دھمکیوں سے ہراساں ہونے کی بجائےا سے نہایت عزت و احترام سے کرسی پر بٹھا کر پانی پلایا۔ دوپہر کے کھانے کا وت تھااس لے اسے کھانا کھلایا جس کے بعد چائے بھی پلائی گئی۔ اس ناتے میری بھی بیٹیاں ہیں، کیا یہ اچھا نہیں کہ انہیں علم وآگہی دی جائے تاکہ یہ سماج میں باعزت زندگی گزار سکیں۔ وڈیرہ دادی کے خلوص، شفقت اور محبت اور ان کی باتوں سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے دادی سے کہا کہ آپ اسکول کھولیں، آپ کو کوئی نہیں روکے گا، اس کے بعد وہ چلا گیا۔ دادی لیلاوتی ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن سندھ کے عہدے پر پہنچ گئیں اور 1976 میں وہ اس عہدے سے ریٹائر ہوئیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی وہ سکون سے نہیں رہیں۔ انہوں نے سندھ میں کمیونٹی سنٹرز بنائے، وومن انڈسٹریل ہوم کی بنیاد رکھی، خواتین کے لئے ایک تحریک کی بنیاد ڈالی گئی تھی جس کا نام ناری سبھا تھا، وہ اس کی متحرک رکن رہیں۔ کچھ عرصے وفاقی مذہبی امور کی اقلیتی کمیٹی کی رکن بھی رہیں۔ 1981 سے 1991 تک وہ یونیسیف کی مدد سے کئی اسکول قائم کرنے میں پیش پیش رہیں۔ ناری سبھا جسے اب لیڈیز کلب کہا جاتا ہےاس میں بھی بچیوں کی تعلیم کے لیے ایک ادارہ قائم کیا۔ بطور ڈپٹی کمشنر گرلز گائیڈ تحریک کی طویل عرصے تک رہنمائی کرتی رہیں۔ حیدرآباد میں چتربائی جوت سنگھ کی عطیہ کردہ خاندانی زمین پر لیڈیز پارک قائم کیا۔ جب یہ زمین ایک بلڈر کی جانب

سے ہتھیانے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے ایک تحریک منظّم کر کے اسے ناکام بنا دیا۔

دادی لیلاوتی صرف ایک استاد نہیں تھیں بلکہ وہ سماجی طور بھی ایک ایسا فعال کردار تھیں، جنہوں نے معاشرے میں موجود مسائل کو اجتماعی طور پر حل کرنے کی کوشش کی۔ مستحق لڑکیوں کی جہیز سے لے کر اُن کی تعلیم کے مسائل کو بھی وہ حل کرنے میں ہمیشہ پیش پیش نظر آئیں۔ وہ سندھ کی اُن شخصیات میں سے تھیں جنہوں نیا اپنی زندگی بلاتفریق رنگ و نسل و مذہب کے انسانیت کی خدمت کے لیے وقف کر دی تھی۔ وہ سندھ کی پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اِس بات کو محسوس کیا کہ مرد کی تعلیم سے زیادہ ایک عورت کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے اپنی صد سالہ زندگی سندھ کی خواتین کو ملکی معاشرے میں باوقار مقام دلانے کے لیے وقف کر دی۔ خواتین کی تعلیم کے لیے ان کی فقید المثال خدمات پر حکومت پاکستان کی جانب سے انہیں ستارہ امتیاز دیا گیا۔ 1985 میں جنرل ضیاالحق کے غیر جماعتی انتخابات میں وہ سندھ اسمبلی کی اقلیتی نشست پر صوبائی اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں۔ اس دور میں ان پر سیاسی حریفوں کی جانب سے الزام عائد کیا گیا کہ ملازمتوں کے کوٹے میں سے وہ ہندو و?ں کی بہ نسبت مسلمان بچوں کو زیادہ ملازمتیں دیتی ہیں۔ جب ان سے اس بارے میں باز پرس ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ مسلمانوں میں بیروزگاری زیادہ ہے۔ دیہی علاقوں کی مفلوک الحال خواتین ننگے پیر چلتی ہوئی ان کے پاس آ کر اپنے، بچوں کیلیےملازمتیں مانگتی ہیں، تو وہ انہیں کس طرح مایوس لوٹا سکتی ہیں؟ زندگی کے آخری ایام میں طویل العمری، ان کی یادداشت پر اثرانداز ہوئی تھی لیکن ان کے حافظے میں ان کے استاد ٹی ایل داس اور صوفی بزرگ شاہ عبداللطیف بھٹائی کا کلام محفوظ تھا جسے وہ روزانہ ہارمونیم پر گایا کرتی تھیں۔ 12 ستمبر 2017 کو خواتین کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ان کی زندگی علم کی شمع سے منور کرنے والی افسانوی شخصیت، دادی لیلاوتی اس دارفانی سے کوچ کر گئیں۔ ان کے بیٹے پردپ کمار بھی شعبہ درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے اوا س وقت وہ لیاقت میڈیکل یونیورسٹی جامشورو میں طب کے استاد ہیں۔